Al-Āfāq, Vol.: 02, Issue: 01, Dec-2022
PP: 144-161

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

ماحولیاتی آلودگی کے محرکات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تدارک کا جائزہ

A Review of Causes of Environmental Pollution and Remediation in the Light of Islamic Teachings

***Dr. Syed Munawar Abbas**
Assistant Professor, Department of History,
Government Islamia Graduate College, Chiniot, Pakistan.
****Kashifa Hakam Joiya**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.
*****Muhammad Tahir**
Visiting lecturer, Department of Islamic studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
tahirchandr355@gmail.com

Abstract

Islam is a religion of cleanliness and commands that as a Muslim, one should pay special attention to the principles of personal hygiene and the cleanliness of his surroundings. Human beings were created by Allah Almighty, to be naturally united and socially united. He has made a habit of living with the support of others. This is the reason for his survival in society and his reproduction. Humans used to live in the densely populated plains, but they also had their habitat in the beautiful places of the forests, in the mountainous areas, especially in the caves and valleys, from where they gradually migrated and settled in the cities and this evolutionary process is still ongoing. Therefore, in the present era, where man developed and made new inventions, he also created many problems with facilities and necessities for himself. Among them, environmental pollution is at the top. Industrial development, growing population, and wrong planning in solving problems. As a result, environmental pollution has increased instead of decreasing. This is the reason why the voices of protecting the environment are being raised from every platform today. Of course, people of different minds and religions, in whatever society they live in, will pay attention to the solution in this regard, but there is no benefit to it. And sufficient result is not coming out. This research article presents research on the same topic in a new way.

Keywords: *Pollution, Environment, Disaster, Cleanliness, Hygiene, Surroundings.*

تعارف:

بنی نوعِ انسان کو اللہ رب العزت نے فطری طور مل جل کر اور معاشرتی سطح پر ایک دوسرے کی معاونت میں رہنے کا عادی بنایا ہے۔ یہی امر

CC BY

اس کے معاشرے میں بقااور اس کی تولید کا باعث ہے۔ گنجان آباد میدانی علاقوں میں بھی انسان رہا کرتے تھے تاہم جنگلوں کے خوبصورت مقامات، پہاڑی علاقوں میں بالخصوص غاروں اور وادیوں میں ان کا مسکن بھی تھا، جہاں سے آہستہ آہستہ نقل مکانی کرتے ہوئے شہروں میں آباد ہونے لگے۔ یہ ارتقائی عمل ابھی تک جاری ہے۔ اس لیے موجودہ دور میں جہاں انسان نے ترقی کی اور نت نئی ایجادات کیں، وہیں اپنے لیے سہولیات وضروریات کے ساتھ کئی مسائل بھی جنم دیے۔ جن میں ماحولیاتی آلودگی سرفہرست ہے۔ صنعتی ترقی، بڑھتی ہوئی آبادی اور مسائل کے حل میں غلط منصوبہ بندی کے نتیجہ میں ماحولیاتی آلودگی کم ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل ہر پلیٹ فارم سے ماحول کے تحفظ کی صدائیں بلند ہورہی ہیں۔ یقیناً مختلف اذہان اور مذاہب کے لوگ، جس معاشرے میں بھی رہتے ہیں، اس حوالے سے حل کی طرف توجہ ضرور دیتے ہوں گے لیکن اس کا کوئی نفع مند اور خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آرہا۔

ماحول کا اطلاق:

ماحول لغت میں حالت اور ہیئت کے معنی سے استعمال ہوتا جسے عربی میں بیئۃ کہا جاتا ہے۔ ماحول کی ایک معنی یوں کی گئی: جو فرد اور جماعت کے اردگرد اور اس پر اثر انداز ہو جیسے کہتے ہیں قدرتی ماحول اجتماعی ماحول اور سیاسی ماحول۔ اصطلاح میں ماحول تعبیر ہے اس سب سے جو اردگرد ہے۔ ڈاکٹر سعید قاضی لکھتے ہیں: ماحول آلودگی کا تعلق صرف ہوا پانی زمین اور مٹی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں اخلاقی ثقافتی تعلیمی سیاسی ماشرتی اور معاشی امور بھی داخل ہیں: الغرض جن اشیا سے واسطہ پڑتا ہے اور ہماری زندگی اور بقا کے لیے ضروری ہیں، جیسے رہائش کھانے، پینے، سانس لینے، علاج معالجہ اور کاروبار کے متعلقات، اسی طرح وہ اشیاء جن پر آپس میں رابطہ اور تعلقات کا انحصار ہو ان تمام کی مجموعی حیثیت کو ماحول کہا جاتا ہے، لیکن یہاں ہم طبعی ماحول سے بحث کریں گے۔ ماحول میں توازن ہو تو انسانی زندگی صحت مند اور پرسکون رہے گی اور ماحول میں بگاڑ ہو تو پھر زندگی کو خطرات کا سامنا ہوگا۔ زندگی کے تمام دیگر شعبہ جات کی طرف اسلام ہمیں ماحولیات سے متعلق بھی سنہرے اصول فراہم کرتا ہے جن پر گامزن ہو کر مسلمان دین ودنیا دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی، اقسام واسباب:

ماحولیاتی آلودگی سے مراد قدرتی عوامل یا انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں کائنات میں رونما ہونے والے وہ تغیرات ہیں جو کائنات میں موجود جاندار یا غیر جاندار اشیاء پر براہِ راست یا بالواسطہ برا اثر ڈالتے ہیں یا کائنات کے اندر پیدا ہونے والے وہ بے شمار مسائل جو کائنات میں موجود قدرتی توازن میں بگاڑ اور منفی تبدیلیاں پیدا کر کے اسے نقصان پہنچائیں اور جن کی وجہ کائنات میں موجود حیوانات خصوصاً انسانواں کی زندگی اور صحت پر برا اثر پڑتا ہو ایسے مسائل ماحولیاتی آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گلوبلائزیشن کے اس دور میں جہاں ایک طرف انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بے پناہ ترقی کر کے مختلف النّوع ایجادات، گوناگوں تحقیقات اور انتہائی مفید طبی، کیمیائی اور حیاتیاتی دریافتوں سے اپنی طرز زندگی کو ماضی کے مقابلے میں بہت بہتر اور آسان بنالیا ہے۔ تو دوسری طرف معیاری زندگی کو

بہتر بنانے کی ان انسانی کوششوں نے قدرتی ماحول پر انتہائی بھیانک اور خطرناک اثرات مرتب کیے ہیں۔ جس کی وجہ سے پانی اور زمین کی طبی، کیمیائی اور حیاتیاتی خصوصیات میں ناپسندیدہ اور نامناسب تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور زمینی درجہ حرارت میں نقصان دہ حد تک اضافہ ہو گیا ہے جس سے ایک طرف اگر عالمی حدّت کا مسئلہ اور دیگر جانداروں کی زندگی کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ اور اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں مکمل طور ان کی زندگی ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا اب ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل عالم انسانی کا سب سے اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ آلودگی مختلف اقسام ہیں جو فطرت میں انسان کی بے جا مداخلت سے جنم لے رہی ہیں۔ ان اقسام میں خاص طور پر قابل ذکر یہ ہیں: زمینی آلودگی، فضائی آلودگی، آبی آلودگی، صوتی آلودگی، سمندری آلودگی، شعائی آلودگی۔ ان تمام آلودگیوں نے مل کر آج انسان اور جانداروں کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1. غذائی اجناس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اور فصلوں کی پیدا ر کو بڑھانے کے لیے مصنوعی کھادوں، کیڑے مار ادویات، فنجائی مار ادویات، فاضل جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے والی ادویات اور سپریز کا بے دریغ استعمال۔
2. کپڑوں اور دیگر اشیاء کی صفائی کے لیے ڈٹرجنٹ اور کیمیلز کا استعمال۔
3. گندے پانی کو دریاؤں سمندروں اور ڈیموں کی طرف بہانہ۔
4. پاور سٹیشنوں کی درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کی غرض سے پانی استعمال جس پانی کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔
5. صنعتوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والی زہریلی گیسیں، دھواں اور فضلات۔
6. صنعت کاری کا فروغ۔
7. نیوکلیئر ری ایکٹر سے خارج ہونے والی شعائیں جن کا اثر لمبے عرصے تک ماحول پر رہتا ہے۔
8. جنگلات کی بے دریغ کٹائی اور خاتمہ۔
9. آبادی اور شہروں کا بہت زیادہ بڑھنا۔
10. جنگلوں میں مختلف کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال۔
11. جاندار حیوانات اور پودوں کو ان کی اصل ماحول سے دوسرے ماحول میں منتقل کرنا۔

ماحولیاتی آلودگی کے اسباب اور محرکات:

کائنات میں انسان سمیت بہت سارے جاندار زندگی گزار رہے ہیں، جن کے کھانے پینے اور زندگی کا انحصار ارد گرد کے ماحول پر ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ماحول کے بگاڑ کا سبب انسان کو ٹھہرایا ہے، اور فرمایا کہ اس دنیا کے ماحول کے بگاڑ کے نتیجے میں انسان جو نتائج بھگت رہا ہے یہ اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو امتیازی صلاحیتیں دی ہیں، ان میں سے سوچنا، بولنا اور منصوبہ

بندی شامل ہیں جن کی بدولت انسان اپنے سے بہت زیادہ طاقت ور جانور کو بھی تابع بنا کر اپنے فائدہ کے لیے استعمال میں لاتا ہے۔ مگر اس نے ان امتیازی صلاحیتوں کو وقتی سہولت اور فائدہ کے لیے استعمال کیا۔ نتیجتاً ان قدرتی عناصر کی قوتِ برداشت ختم ہونا شروع ہوگئی۔ خصوصاً جب سے انسان نے معدنیات کوئلہ، تیل اور گیس تک رسائی حاصل کی اور ترقی کے دوڑ میں شامل ہوا۔ بھاپ سے چلنے والے انجن بڑے بڑے کارخانے اور مشینیں ایجاد کیں، صنعتی اور تجارتی دوڑ شروع ہوی۔

ماحول کی بقا کی حفاظت کے لیے ضروری امور:

ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کے لیے قدرتی ماحول کی صحیح طریقے سے حفاظت ضروری ہے، جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے؛

۱۔ زرعی رقبہ پر رہائشی آبادیوں کا پھیلاؤ:

زرعی رقبہ پر رہائشی علاقوں اور آبادیوں میں تبدیل ہو کر وہاں کشادہ گلیاں، سڑکیں، ہوائی اڈے اور کارخانے وغیر بن چکے ہیں، جس سے ان علاقوں میں زرعی صلاحیت سے مالامال زمینیں تعمیرات کا حصہ بن کر بے فائدہ ہوگئی ہیں، اس سے دوسرا نقصان یہ ہوا ہے کہ درختوں اور فصلوں کی کمی پیدا ہوگئی ہے جو ماحول کی پراگندگی ایک اضافہ ہے۔

۲۔ زرعی زمین میں کیمیاوی اور معدنیاتی فضلات کا استعمال:

سائنس اور ٹیکنالوجی کی کی ترقی کے بعد ایجاد ہونے والی کیمیاوی ادویات جن سے زیادہ پیداوار کا حصول تو ممکن بنا لیکن کیمیاوی ادویات کے استعمال کی وجہ سے زمین میں مضر اثرات بھی پیدا ہوئے۔ چنانچہ یہ معلومات سامنے آچکی ہیں کہ بعض نباتات آلودہ زمین سے کیمیاوی اجزاء کے ذریعے اپنے اندر زہریلے اثرات رکھتی ہیں اور جب انسان یا حیوان اس کو استعمال کرتا ہے تو وہ زہریلے مواد ان کے بدن پر اثر دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔

۳۔ سطحِ زمین سے مٹی کی خاص مقدار کا خاتمہ:

مٹی کے اوپر والی تہہ جس میں نباتات کے گلنے سڑنے سے قوتِ زرخیزی میں اضافہ ہوتا ہے، نیز وہ اپنے اندر پودوں کی خوراک کے کثیر اجزاء کو سموئے ہوتی ہے اسے خالقِ کائنات نے لاکھوں سال کی شکست وریخت کے عمل کے بعد اس حالت میں پہنچایا ہے۔ جب اس زرخیز زمین سے درخت اور نباتات کاٹ دیے جاتے ہیں تو وہاں پانی، ہوا اور برف کے ذریعہ سے مٹی اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے اور نتیجہ کے طور پر نباتات نہ ہونے کی وجہ سے زمیں میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت بھی کم رہ جاتی ہے جو زرعی پیداوار میں جہاں کمی کا باعث بنتی ہے وہیں اس سے ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے والے عوامل میں نقص پیدا کرنے کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔

۴۔ کارخانے اور صنعتوں کی کثرت:

جدید ٹیکنالوجی کے سبب نئے نئے کارخانے اور صنعتی ادارے قائم ہو رہے ہیں، ان صنعتی اداروں میں استعمال ہونے والے ایندھن کی وجہ سے

ہوا میں کاربن ڈائی آکسائید کی مقدار کا بہت زیادہ استعمال اور اس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، جس سے ان فاضل مادوں کے اخراج سے ماحولیاتی آلودگی میں از حد اضافہ ہوا ہے اور طبعی ماحول میں بہت بھیانک اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ماحولیاتی آلودگی کے ان اسباب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہی نے ماحولیاتی اثاثے کی بربادی کے اسباب پیدا کیے ہیں،چاہے وہ حیاتیاتی انواع کو اپنے تابع بنانے کی صورت میں ہو یا قابلِ کاشت زمین کی رہائشی اور صنعتی آبادیوں میں تبدیلی ہو یا کوئی دیگر طبعی توازن میں خلل،ان سب کا ذمہ دار انسان ہے۔

اسلام اور فطرت کا اصولِ بقا:

قرآن و حدیث میں ماحول کی افادیت و اہمیت کے بارے میں کی ہدایات بیان کی گئی ہیں۔اللہ تعالی نے قرآن میں احکامات والی آیات کہ نسبت فطری مظاہر والی آیات زیادہ نازل فرمائی ہیں۔اس لیے اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ احکامات کے ساتھ ساتھ فطرت کا مطالعہ کرتے ہوئے ان آیات پر بھی عمل کریں۔اسلامی تعلیمات کے ذریعے بالخصوص قدرتی وسائل کا استعمال اور ان کا تحفظ وسائل کا مناسب استعمال ان میں اسراف سے پرہیز وغیرہ انہیں تعلیمات کی بدولت اسلامی تمدن میں آلودگی سے پاک ماحول کو پروان چڑھایا گیا ہے۔انسان دنیا میں اللہ تعالی کے خلیفہ (نائب) کی حیثیت سے پیدا ہوا ہے جس کے ذمہ ہے کہ وہ احکامات کی پابندی کرے اور حتی المقدور اپنے گرد ماحول کی درستی اور سلامتی کے لیے کوشاں رہے۔ اگر انسان اُس فطری ماحول کے تحفظ وبقا کی جانب سے بے پرواہو جاتا ہے تو وہ اپنی اس ذمہ داری میں خیانت کا مرتکب ہے جو من جانب اللہ تفویض ہوئی ہے۔ اشیاء کا غیر فطری طرز پر استعمال یقیناً ماحول کی تباہی اور بربادی کی طرف لے جانے والا عمل ہے،انسان فطرت پر اپنے تصرف کو خدائی ہدایات سے بے نیاز ہو کر استعمال کرے تو اس کے غیر اخلاقی وغیر شرعی طرزِ استعمال کی وجہ سے فساد فی الارض ہو گا اور اس میں دراصل انسان کے بے جا تصرفات کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے۔

قدرتی وسائل کا تحفظ:

تخلیق انسانی کا جو عمل اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا اس میں محض انسان کی پیدائش نہیں تھی،بلکہ اس معاشرتی حیوان کے لیے تمام تر ضروری اشیاء و امور کا بندوبست بھی اس تخلیق کا حصہ ہے،جس کے تحت انسان کو کئی قسم کے قدرتی وسائل و سہولیات سے نوازا گیا۔یہی وجہ ہے کہ قدیم دور کے مفکرین اور معاشرت سے دل چسپی رکھنے والے ماہرین اس بات پر متفق رہے ہیں کہ انسان دراصل ہوا،پانی،مٹی اور دیگر نامیاتی مرکبات سے لیس اس کائنات پر رہنے کے قابل ہے،ان کے بنا اس کائنات میں انسان کا وجود برقرار رکھنا ناممکن ہے۔

پانی کی آلودگی کا تحفظ،تعلیماتِ اسلام:

پانی تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے آلودہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور اس بارے میں

سب سے زیادہ موثر اور منصفانہ تعلیمات دیں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے کہ آپ نے ٹھہرے اور بہتے ہوئے دونوں قسم کے پانی میں پیشاب اور پاخانہ کرنے سے منع فرمایا کیونکہ پیشاب اور پاخانہ پانی کو آلودہ کرکے کالرا، ٹائیفائڈ، سوزش جگر اور معدہ جیسے بہت سے امراض کا سبب بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ"[1]

"تین لعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے بچو؛ پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے، راستہ میں اور سایہ دار جگہوں پر پاخانہ کرنے سے"

نبی کریم ﷺ نے کھڑے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے:

"لَاَيَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي المَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لاَ يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ"[2]

"تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے"

جب کہ احادیث مبارکہ میں بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے بھی صراحت کے ساتھ ممانعت آئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي"[3]

"رسول اللہ ﷺ نے بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا"

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے پانی میں نہانے سے بھی منع فرمایا ہے:

"لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا"[4]

تم میں سے کوئی بھی شخص جو جنب ہو وہ کھڑے پانی میں غسل نہ کرے تو پوچھا گیا اے ابوہریرہ وہ کیا کرے؟ انہوں نے کہا باہر رہتے ہوئے پانی لے کر غسل کرے۔ نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لاَيَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ"[5]

"جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو وہ اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے وضو کے پانی میں نہ ڈالے، کیونکہ اسے نہیں پتہ کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری"

طبی اعتبار سے پانی میں پیشاب کرنے یا اس میں گندگی ڈالنے سے (بلہارزیا)Balharzia نامی بیماری کے جراثیم پھیل جاتے ہیں۔ پھر وہ مختلف مراحل سے گزر کر دم دار جراثومہ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور جب کسی انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں تو سوزش جگر وغیرہ جیسے بیماریوں کا سبب بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے پانی کو زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے، اس حوالے سے قرآن کی نص بالکل واضح ہے کہ " ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے' ' (حوالہ)۔ اگر یہ کہا جائے کہ روئے زمین پر حیات ہر قسم کے جاندار کو اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے پانی پر انحصار کرنا پڑتا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ قرآن میں اس نعمت خداوندی اور اس کی اہمیت کو تفصیلی موضوع کے طور پر لیا گیا

ہے۔اسلام میں پانی کے حیاتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سماجی اور مذہبی حیثیت بھی مسلم ہے کیونکہ یہ طہارت کے لیے ایک وسیلہ اور جزو لاینفک ہے۔اس لیے کہ اسلام میں کسی بھی قسم کی بدنی عبادت جسم اور کپڑوں کی پاکی کے بغیر ادا نہیں کی جاسکتی، اور پانی ہی وہ طاہر چیز ہے جس سے یہ مقصود حاصل کیا جاتا ہے۔اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

وانزلنا من السماء ماء طہورا"[6]

اور ہم نے ہی آسمان سے صاف ستھرا پانی اتارا ہے"

پانی کی حفاظت کا قدرتی نظام جس قدر مضبوط اور یقینی ہے اس پر عقلِ انسانی بھی متحیر و انگشت بدنداں ہے، کیونکہ روئے زمین پر موجود پانی کا محض ۴ فیصد حصہ ہی قابل استعمال ہے باقی ۹۶ فیصد حصہ سمندروں کی شکل میں کلی طور پر نمکین ذائقہ رکھتا ہے جسے عام طور پر استعمال کرنا آسان نہیں، تاہم انسان کے لیے اس میں بھی نفع اور حیات سے جڑا مقصد موجود ہے، جیسا کہ سمندروں کی افادیت پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں واضح کلام فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس ۴ فیصد قابل استعمال پانی کی حفاظت کا بندوبست بھی اس طرح کیا ہے کہ عام مخلوقات اسے بآسانی استعمال کر سکتے ہیں، ارشادِ باری ہے:

"وهوالذی مرج البحرين هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بينهما برزخا و حجرا محجورا"[7]

اور وہی تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے جن میں سے ایک کا پانی لذیذ و شیریں ہے اور دوسرے کا کھارا اور کڑوا، پھر ان کے درمیان ایک پردہ اور سخت روک کھڑی کر دی ہے۔اللہ تعالیٰ نے میٹھے پانی کا ذخیرہ ہمارے لیے محفوظ کر دیا ہے اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں اسے آلودہ سے بچائیں۔اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے بہت ہی واضح ہدایات جاری فرمائی ہیں، مثال کے طور پر جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے پانی کے ذخیرے کو محفوظ رکھنے بلکہ گھر میں محفوظ پانی کو برتنوں سے استعمال میں بھی احتیاط برتنے سے متعلق امور واحکامات صادر فرمائے ہیں، تاکہ قابلِ استعمال پانی کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔چنانچہ اس ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے تاکہ آبی آلودگی سے کسی طرح بچا جاسکے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ان نصوص سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلام میں ملکیتی و اجتماعی پانی کی حفاظت کے لیے مکمل لائحہ عمل دیا ہے تاکہ پانی کی حفاظت ہو سکے اور کی خرابی سے کسی قسم کی ماحولیاتی آلودگی یا فساد پیدا نہ ہو۔شریعت میں نہ صرف پانی کو محفوظ اور صاف رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے بلکہ اس کے بے جا و غیر ضروری استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے۔اس حوالے سے شریعت میں عمومی و خصوصی ہم ہ قسم کے احکامات موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا:

"وكلواوشربواولاتسرفوا انه لا يحب المسرفين"[8]

"اور کھاؤ پیو اور بے جا خرچ نہ کرو، اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

اس کی قدرے تفصیل عبد اللہ بن عمرؓ کی اس تصریح بھی ملتی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

"أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - مر بسعد، وهو يتوضأ، فقال: "ما هذا السرف؟ " فقال: أفي الوضوء إسراف؟ قال: "نعم، وإن كنت على نهر جار"[9]

" ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سعدؓ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا اسراف ہے؟ سعدؓ نے عرض کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ (حالانکہ یہاں پانی کا استعمال تو ایک نیک کام میں ہے) تو نبی کریم ﷺ فرمایا: اگرچہ تم جاری نہر پر (بھی وضو کر رہے) ہو تو احتیاط برتو"

ہوا کی آلودگی، ایک جائزہ:

ماحولیاتی آلودگی میں سب سے بڑا موضوعِ بحث اور بگڑتا ہوا عنصر ہوا ہے، دراصل جب آلودگی لفظ بولا جاتا ہے تو اس میں سب سے پہلے ہوا یا فضائی آلودگی کو ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت زمینی حقائق اس بات کی طرف لے جاتے ہیں کہ زمین کے گرد خلا موجود ہوا میں دھوئیں، گیسز، خطرناک قسم کی آلائشوں سے بھر چکا ہے، زندگی جس کا دارو مدار ہی ہوا پر ہے اور اس کے بنا چند لمحے زندہ رہنا بھی ممکن نہیں، تو ضروری ہے کہ ہوا کو ان نامیاتی ارور زہریلی گیسوں سے پاک کیا جائے۔ جدید میڈیکل سائنس اس امر پر بہت پہلے سے تحقیق پیش کر چکی ہے کہ ہوا کی خرابی جلدی اور اندرونی لاتعداد بیماریوں کا سبب ہے جس کے لیے ہنگامی بنیادوں پر ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں تاہم بین الاقوامی فورمز پر اس امر کو اتنی پذیرائی نہیں مل پا رہی۔ ہوائی آلودگی اس وقت دنیا کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے۔ عالمی ادارہ برائے صحت کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں سالانہ ستر لاکھ لوگ اسی آلودگی کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ ہوا چونکہ حیات کی بقا کا انتہائی اہم عنصر ہے، اس کی خرابی حقیقتاً ان افعال سے جڑی ہے ہے جس کا نتیجہ ہلاکت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ یہ گویا کہ اپنے آپ کو اور نسلِ انسانی کو خود ہی ہلاکت کی طرف لے جانا ہے، اور یہ امر ممنوع اور حرام ہے کہ انسان ایسے اسباب کی طرف توجہ نہ دے بلکہ ان میں مزید خرابی کا باعث بنے جن سے زمین میں اموات ہوں اور نسلِ انسانی کی بقا خطرے میں پڑ جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ولا تقتلوا انفسكم"

"اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو"

شریعت میں اس ضمن میں جو احکامات ہیں اگرچہ وہ عمومی نوعیت کے ہیں تاہم ان میں جاذبیت کا جو عنصر ہے وہ اس حوالے سے بہت ہی اہم ہے کہ مقصود بہا مسئلہ کا حل ان سے مل جاتا ہے۔ چنانچہ عمومی انداز میں اسلام میں درخت لگانے اور ان کی حفاظت پر زور دیا ہے، کیونکہ درختوں کی کثرت سے ہی اس بدترین فضائی آلودگی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہوا کا تحفظ، اسلامی تعلیمات:

نبی کریم ﷺ نے مکانوں اور گھروں کی صفائی کا بطورِ خاص حکم دیا ہے نیز ان کی صفائی کی وجہ سے گلی کوچوں میں بھی کوڑا کرکٹ مت پھیلائیں، اور نہ ہی تعفن اور بدبو کا سبب بنیں، سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور پاکی ہی پسند کرتی ہے پس تم اپنے گھروں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت سے بچو، جس طرح وہ اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ کو جمع رکھتے ہیں"[10]

مسلمانوں سے اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ ہر اس کام سے بچنے کی کوشش کریں کہ جو ماحول میں تعفن اور بدبو کا سبب بنے، یہود دراصل اپنے کوڑا کرکٹ کو رہائشی علاقوں کے سامنے ہی پھینک دیتے تھے اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان کی مشابہت سے بچنے کی ترغیب دی، تاہم آج ہمیں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی امت ہیں اور ہم ان کے فرامین پر سختی سے عمل کریں لیکن نظر یہ آتا ہے کہ غیر مسلموں نے ان امور کو لے کر سنجیدگی سے ان پر عمل کیا ہے اور ہم اپنے مسلمان ہونے پر ہی فخر کر رہے ہیں۔ فقہاء نے اس حوالے سے جو ابحاث سپردِ قلم کی ہیں، ان میں انھوں نے ہوا کو آلودہ کرنے کے اسباب بھی بیان کیے ہیں، ان کے ہاں دو قسم کے امور ہوا یعنی ماحول کو آلودہ کرنے کا سبب بنتے ہیں؛

اول: وہ آلودگی اور اس کے وسائل جن سے شدید نقصان اور ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہو تو انھیں ہر صورت بند کر دینا چاہیے، اس قسم کی مثال ان کے ہاں حمام، ہوٹل اور اس طرح کی دیگر جگہیں ہیں، جہاں سے پیدا ہونے والے دھوئیں سے آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی نظیر آج کل کے کارخانے ہیں جن سے مضر قسم کی گیسیں خارج ہوتی ہیں اور ان کی روک تھام کا کوئی سبب نظر نہیں آرہا اور نہ ہی اس میں کسی کمی کا امکان ہے۔

دوم: وہ آلودگی اور اس کے اسباب ہیں جس سے پیدا ہونے والا ضرر کم ہو اور زندگی پر اثر انداز نہ ہوتا ہو، اس کی مثال ان کے ہاں گھروں یا اندرون خانہ میں موجود تنور یا اس طرح کی چیزیں ہیں جن میں آگ جلا کر کھانے پینے کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں، ان میں نفس کی ہلاکت کے امکانات بھی کم ہوتے ہیں اور ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ بھی اس حد تک نہیں ہوتا کہ جس کو خطرناک قرار دیا جاسکے کیونکہ اس میں ری سائیکلنگ کا عمل جاری رہتا ہے۔[11]

اسی طرح فقہ کی کتب میں اس برح کے فتاوی جات بھی ملتے ہیں جن میں فقہاء نے ماحول کو صاف رکھنے کے لیے ضروری اقدامات اٹھانے کا کہا ہو، مثال کے طور پر مطرف (م ۲۲۰) ابن الماجشون (م ۲۱۳) اور امام اصبغ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کے گھر میں چمڑہ رنگنے کا کارخانہ ہے جس کی بدبو سے اس کا ہمسایہ اور آس پاس کے لوگ بہت زیادہ تنگ اور نالاں ہیں، اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انھوں نے اس کارخانے کو بند کرنے کا حکم دیا۔[12]

شجر کاری کی اہمیت اور فضائی آلودگی سے تحفظ:

فضائی آودگی کے ضمن میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ زمین پر انسانی زندگی کی بقا کے لیے شجر کاری کی کیا اہمیت وضرورت ہے۔ یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اسلام میں شجر کاری کو اس انداز میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے کہ ہمیں اس میں فوائد ومنافع زندگی کی بقا سے جڑے نظر آتے ہیں۔ درخت جہاں ہمارے لیے صاف وتازہ ہوا مہیا کرتے ہیں وہیں وہ پانی کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں اس لیے کہ یہ زمین کو کٹاؤ سے بھی بچاتے ہیں۔ نیز نباتات کی طبی اہمیت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ قرآن مجید شجر کاری اور نباتات کی اہمیت وخاصیت کا احساس دلاتے ہوئے ہمیں جس طرح دعوت غور وفکر دیتا ہے، وہ آلودگی کی اس نوع کے خاتمہ میں بہت زیادہ مدد ومعاون ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"پھر ذرا انسان اپنے آپ کو دیکھے، ہم نے ہی اوپر سے ہی پانی برسایا پھر زمین کو عجیب طرح سے پھاڑا پھر اس کے اندر اگائے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتوں اور کھجور اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے تمہارے مویشیوں کے لیے سامان زندگی کے طور پر"

شجر کاری کی اس اہمیت وضرورت پر زور دیتے ہوئے اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ درختوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں بلکہ زیادہ سے زیادہ درخت اگائے جائیں۔ اس ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدقے کی مانند ثواب ملنے کی بشارت سنائی ہے، چنانچہ انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔[13] اس کی مزید تفصیلات آگے ذکر کی جائیں گی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں درختوں کو کاٹنے کی واضح ممانعت ملتی ہے۔ حالت جنگ میں درخت کاٹنے سے کلی طور پر منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح مسلم افواج وعساکر کو یہ ہدایات دیجاتی تھیں کہ وہ شہروں اور فصلوں کو ہرگز برباد نہ کریں۔ درختوں کی اہمیت کا اندازہ اس حکم سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پھل دار درختوں کو پتھر مارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ رافع بن عمروؓ سے روایت ہے:

"میں انصار کے کھجوروں کے درختوں پر پتھر مار رہا تھا کہ وہ مجھے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رافع! کیوں ان کے کھجور کے درختوں کو پتھر مار رہے تھے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے: آپ ﷺ نے فرمایا پتھر نہ مارو جو گری ہوئی ہو وہ کھالیا کرو، اللہ تعالی تمہیں سیر کرے اور آسودہ کرے"[14]

فضائی آلودگی کے خاتمہ میں درختوں کا کردار سائنسی تحقیقات سے بالکل واضح ہو چکا ہے، اس لیے کو کاٹنا یا ان میں تصرف جس سے استمتاع کی صورت باقی نہ رہے ہرگز غیر شرعی وغیر اخلاقی امر ہے بلکہ متذکرہ بالا امر کی مزید شناعت اور درختوں کو بلاوجہ کاٹنے پر سخت وعید اس حد تک موجود ہے کہ اسے کافروں کا عمل شمار کیا گیا ہے۔ ابو قتادہ بن ربعیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (یہ جنازہ) آرام والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔ مجلس میں موجود صحابہ کرام نے عرض کیا، اس کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ جب فوت ہوتا ہے تو کئی تکالیف اور صدمات سے وہ آرام حاصل کرتا ہے اور جس وقت

کافر آدمی مرتا ہے تو اسے انسان (وجنات کی) بستیاں اور درخت اور جانور آرام حاصل کرتے ہیں، اس لیے کہ وہ لوگوں کو ستایا کرتا تھا اور درختوں کو کاٹتا تھا، جبکہ ناحق جانوروں کو مارتا تھا۔[15]

یہ کیسی تمدنی ترقی ہے کہ انسان جس امر میں اُس کی بقا ہے، اس سے صرفِ نظر کرتا ہے اور اس کے برعکس مسائل کو جنم دے رہا ہے! فضائی آلودی کہ حوالے سے یہ مسئلہ اب انتہائی تشویشناک اور خطرناک حد تک جاچکا ہے۔ اس امر کے پیشِ نظر پوری دنیا میں مختلف تنظیمیں جنگلات کے بڑھانے اور ان کی حفاظت کے لیے کام کر رہی ہیں، تاہم اس میں بین الاقوامی سطح پر تمام ترقی یافتہ ممالک کو شامل ہونا چاہیے کیونکہ یہ کام محض تنظیمی سطح سے پایہ تکمیل کو پہنچنے والا نہیں اور نہ ہی اس میں موجودہ آلودگی سے نمٹنے کی مطلوب صلاحیت ہے کیونکہ یہ محدود وسائل وذرائع پر مشتمل اپنی سی ایک کاوش ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کم کرنے میں درختوں کا بہت اہم کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام شجرکاری کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم ارشاد باری تعالی ہے:

"وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً١ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا" [16]

"اور اللہ وہی جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم اس کے ذریعے ہر قسم نبات کو نکالا، پھر ہم نے اس سے سرسبز شاخیں ابھاریں

یہ آیت ہمیں سبزہ کے اسباب پیدا کرنے کی طرف توجہ دلا رہی ہے۔ شجرکاری کی اہمیت کا اندازہ احادیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ "[17]

"جو بھی مسلمان پودا لگائے گا اور اس سے کچھ کھالیا جائے گا وہ اس کے لیے صدقہ کو جائے گا اور جو چوری کر لیا جائے گا وہ اس کے لیے قیامت تک صدقہ ہو جائے گا

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ" [18]

"جو مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی کرے گا اس سے کوئی پرندہ انسان یا چوپایا کھالے گا وہ اس کے لیے صدقہ بن جائے گا

ایک اور اسلوب سے آپ ﷺ نے شجرکاری کی ترغیب کچھ یوں دی ہے:

"مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَلِكَ الْغِرَاسُ "[19]

"جو شخص کوئی پودا لگائے گا اس کے لیے اس پودے سے نکلنے والے پھل کے بقدر ثواب لکھا جائے گا

رسول اللہ ﷺ نے ہر اس شخص کے لیے اجر کا وعدہ فرمایا ہے جو بنجر زمین پر فصل اگائے اور اسے زندہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً، فَلَهُ فِيهَا أَجْرٌ "[20]

"جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا تو اس میں اس کے لیے اجر ہے"

سبزہ کے تحفظ کا تصور سب سے پہلے نبی کریم ﷺ نے دیا:

"من قطع سدرة صوب الله راسه فی النار"[21]

جو شخص کسی بیڑی کے درخت کو کاٹے گا اللہ تعالی جہنم اس کے سر کو اوندھا کر دے"

مٹی سے پیدا ہونے والی آلودگی اور اس سے تحفظ:

زمین جانداروں کی بقا کے لیے جزو لاینفک ہے، قرآن مجید میں زمین کو جانداروں کے قیام کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ زمین سے نکالی جانے والی معدنیات اور پر اگنے والی نباتات جانداروں کی زندگی کی بقا کے لیے ضروری ہیں۔ جاندار بشمول انسان اپنی غذا زمین سے حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں زمین پہاڑوں دریاؤں اور سمندر کا مسکن ہے جو تمام کے تمام جانداروں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید ہمیں زمین کی پیداوار اور اس سے حاصل ہونے والے پھلوں کو انسانوں کے لیے استفادے کی یاد دلاتا ہے۔ اس لیے زمین کی ذرخیزی کو برقرار رکھنے اور اس کو ہر طرح کے نقصانات سے بچانا ہم سب کا اخلاقی و دینی فرض ہے۔ اپنی ضروریات مثلاً مکان، زراعت، جنگلات اگانے اور کان کنی کے ایسے طریقے اپنانے چاہیئں جو نہ صرف حال بلکہ مستقبل میں بھی کسی نقصان کا باعث نہ بنیں۔ اس طرح کے مفید ترین وسیلے کو تباہ کرنا، یقیناً اسے خراب کرنے کے مترادف ہے اور یہ غیر مشروط طور پر حرام امر ہے۔

کھلے عام گندگی پھیلانے سے پرہیز:

اسلام کھلے عام گندگی پھیلانے سے منع کرتا ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ ماحول میں گندگی نہ پھیلائی جائے اور ماحول کو مکدّر اور مسموم ہونے سے بچایا جائے۔ سعید بن مسیب نے رسول اللہ ﷺ کی روایت نقل کی ہے کہ:

"إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الكَرَمَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الجُودَ، فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِاليَهُودِ" [22]

"اللہ پاک ہے اور خوشبو کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ اچھا ہے اور اچھائی کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ تو اپنے گھر کے سامنے کے میدانوں (صحنوں) کو صاف رکھا کرو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ،قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طُرُقِ النَّاسِ وَأَفْنِيَتِهِمْ"[23]

"دو لعنتی لوگوں سے بچو۔ لوگوں نے پوچھا یہ دو لعنتی کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وہ جو لوگوں کے راستوں اور ان کے سایوں میں قضائے حاجت کرتے ہیں"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا"[24]

مسجد کے اندر بلغم تھوکنا گناہ ہے۔ اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے"

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

"عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ"[25]

"مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں سے اچھے اعمال میں سے یہ دیکھا کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا گیا ہو اور ان کے برے اعمال میں سے یہ عمل دیکھا کہ مسجد میں بلغم ہو اور اسے دفن نہ کیا جائے"

ان احادیث میں مسجد کی تخصیص شناخت اور قباحت بیان کرنے کے لیے ہے ورنہ ہر عمومی جگہ کا یہی حکم ہے کہ قابل نفرت اور گندی چیزوں کو ڈھک دیا جائے۔

ماحولیاتی آلودگی میں حیوانات کے اثرات:

اسلام ہمیں جس ماحول کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، زمین پر رہنے والے تمام جانور اسی ماحول کا حصہ ہے۔ حیوانات نہ صرف انسانوں بلکہ نباتات کے لیے بھی مختلف طریقوں سے کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے زمین کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ و تجربہ ہے کہ ان کے فضلات کو زمین میں زراعت سے قبل ڈالا جاتا ہے جس سے زمین کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اصولی احکامات اور استدلالی منہج:

اہلِ علم و دانش اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ وضابطہ ہے کہ " الوسائل لھا احکام المقاصد" کہ وسائل و ذرائع ہے احکامات بھی مقاصد اور مطلوبات والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر وہ عمل جو کسی بھی شئے کے حیاتی اور سماجی پہلوؤں میں رکاوٹ کا باعث بنے یا اسے ناقابل استعمال بنادے مثلاً اس کو ناقابلِ استعمال کرے یا آلودہ کرے، ایسے تمام اعمال حیات (زندگی) کو تباہ کرنے والے تصور کیے جائیں گے، اس لیے کہ یہ بات طے ہے کہ حرام کی طرف لے جانے والے ذرائع بھی حرام ہوتے ہیں۔ متذکرہ بالا تمام تعلیمات کا مطالعہ یہ بات واضح کرتا ہے کہ کیسے پانی جیسے قیمتی و قدرتی وسیلے کو محفوظ کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعے پھیلنے والی آلودگی سے تحفظ ممکن ہے۔

صوتی آلودگی اور اس کے نقصانات:

شہروں میں رہنے والی آبادی کے لیے آواز کی آلودگی بہت زیادہ پریشانی کا سبب بنتی ہے آواز کے شور کی وجہ سے نہ تو آرام کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی توجہ سے کوئی سرگرمی سرانجام دی جاسکتی ہے۔ مریضوں کے لیے بلند آواز شدید تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اسلام نے آواز کی بلندی کو سختی سے ناپسند کیا ہے بلکہ قرآن اس کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دیتا ہے۔ آواز کے معاملے میں اسلام کا نظریہ معتدل ہے۔ جیسا کہ

ارشاد ربانی ہے:

"ولاتجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذالک سبیلا"[26]

اور آپ اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھیے اور نہ زیادہ پست آواز سے، بلکہ اس کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کیجئے"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے آواز کی پستی کو تقویٰ کی علامت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذی امتحن اللہ فی قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم"[27]

جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور آواز کو پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقوی کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے"

جبکہ شور مچانا اور سیٹیاں بجانا اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے قرآن اسے کفار و مشرکین کی حرکات بتاتا ہے:

"وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ"[28]

بیت اللہ میں ان کی نماز بس یہی ہوتی تھی کہ وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے"

اسلام میں آواز کی آلودگی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے لوگوں کو قرآن میں اچھی بات کہنے کا حکم دیا. یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اچھی بات ہمیشہ نرمی اور شائستگی سے ہی کہی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مساجد میں آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا اور اسی طرح گالم گلوچ اور برے ناموں سے پکارنے سے بھی منع فرمایا۔

ان تمام حوالوں سے یہ صاف واضح کو جاتا ہے کہ اسلام ماحول میں خاموشی اور سکون چاہتا ہے تاکہ ہر انسان اپنی مرضی سے زندگی گزار سکے، عبادات کر سکے اور آرام کر سکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وہ بس (ایک دوسرے کو) سلام ہی کہا کریں گے"

اس کا واضح مطلب اور مقصد یہی ہے کہ اسلام میں آواز کی بلندی کو ایک قسم کی آلودگی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں اعتدال برتنے اور حد سے زائد تجاوز نہ کرنے کو سراہا ہے۔

قدرتی وسائل کے استعمال کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی تعلیمات انسان کو آسانی سے حاصل ہونے والے بیشتر قدرتی وسائل مثلاً ہوا، پانی، زمین، جنگلات وغیرہ میں بھی بے جا خرچ کو پسند نہیں کرتی ہیں۔ اسلام کا مزاج نایاب اور کم یاب قدرتی وسائل (دھاتیں اور جاندار وغیرہ) کے بارے بالکل واضح ہے کہ ان کم یاب

قدرتی وسائل کے استحصال کی کسی بھی قیمت پر اجازت نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"هُوَاَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّی قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ"[29]

"اس نے تم کو زمین میں پیدا، اور اس میں تمہیں آباد کیا۔ لہٰذا اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ یقین رکھو کہ میرا رب (تم سے) قریب بھی ہے، دعائیں قبول کرنے والا بھی"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو بکر الجصاص رقم طراز ہیں کہ:

"وفیہ الدلالۃ علی وجوب عمارۃ الارض للزراعۃ والغراس والابنیۃ"

"اور اس زمین کو زراعت اگانے اور تعمیرات کے لیے آباد کرنے کے واجب ہونے پر دلیل ہے"

قرآن کریم نے اپنے مخصوص اسلوب میں انسان کو آگاہ کیا ہے کہ وہ زمین کو برباد کر کے اس کے فوائد سے محروم نہ ہو۔ اس کی تباہی کو قرآن کریم نے فساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَلَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"[30]

"ور زمین میں کی درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو"

قرآن کی نظر میں ہر وہ چیز وہ صلاح اور درستگی سے دور ہو جائے اور نفع کی صلاحیت کھو دے وہ فساد ہے۔ اگرچہ اس لفظ کا غالب استعمال عقیدہ اور عمل کی خرابی کے کیے ہوتا ہے۔ لیکن کسی چیز کے نظام توازن اور اعتدال کو بگاڑنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جس سے اس کی حقیقی افادیت آہستہ آہستہ کم ہو جائے، قرآن کریم اس طرف بھی واضح اشارہ موجود ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[31]

"اور جب وہ تمہارے پاس سے پھر جاتا ہے تو پھر زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ فساد جو پسند نہیں کرتا"

ماحولیاتی آلودگی کے انسانی صحت پر اثرات:

آلودگی چاہے کوئی بھی ہو اس سے انسانی صحت اور قدرتی ماحول بُری طرح سے متاثر ہو رہے ہیں۔ مثلاً شور کی آلودگی طبعیتوں میں چڑچڑا پن، سر درد، تھکاوٹ، ڈیپریشن اور بہرے پن کا سبب بن رہے ہیں۔ سائنسدانوں کی ریسرچ کی مطابق اگر کوئی شخص مسلسل شور کے ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے سننے کی حس بتدریج کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مصنوعی شور جس میں ٹریفک کا شور بھی شامل ہے اس کی وجہ سے انسان اعصابی تناؤ، بے چینی اور طبیعت میں چڑچڑا پن کا شکار ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ جنریٹر یا مشینوں کی آواز کی وجہ سے یا اچانک دروازے کی گھنٹی کی آواز کی وجہ سے نیند ٹوٹ جائے یا اس میں خلل آجائے تو انسان کی طبیعت میں بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور ذہنی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس طرح زراعت میں استعمال ہونے والے کیڑے مار ادویات کی وجہ سے زمینی پانی

کے ساتھ ساتھ پینے کا پانی بھی آلودہ ہو رہا ہے۔ نائٹریٹس جو کھادوں سے پانی میں شامل ہوتے ہیں وہ شیر خوار بچوں میں خون کی کمی Methemoglobinemia کا باعث بن رہے ہیں۔ جس سے عام طور پر Blue Baby Syndrome بھی کہا جاتا ہے۔ کیڑے مار ادویات کے علاوہ بھاری دھاتیں مثلاً Cadmium, Selemium, Lead Mercury وغیرہ مختلف انڈسٹری کے فضلے، گاڑیوں کے دھویں اور سیوریج کا گندہ پانی، زمین، پانی اور فضا کو آلودہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری فصلوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اور جب انسان یہ فصلیں استعمال کرتا ہے تو ان میں شامل دھاتی اجزاء معدے، جگر اور گردوں کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔ فضائی آلودگی کی وجہ سے انسانوں میں تنفس کی بیماریاں مثلاً دمہ، ٹی بی اور الرجی پھیل رہی ہیں۔ ایک جائزے کے مطابق دنیا میں ہر سال تقریباً تین ملین لوگ فضائی آلودگی کی وجہ سے لقمہ ء اجل بنتے ہیں۔ مختلف صنعتوں اور گاڑیوں سے سلفر، کاربن اور نائٹروجن کی مرکبات کے اخراج کی وجہ سے آلودگی میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 1750 عیسوی کی نسبت آج فضا میں اکتیس فیصد زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ موجود ہے۔ ماہرین کی مطابق گرین ہاؤس گیسوں (کاربن ڈائی آکسائیڈ، میتھین، نائٹرس آکسائیڈ اور کلورو فلورو کاربن) میں سے بالخصوص کلورو فلورو کاربن (CFCs) کی اخراج کی وجہ سے زون کی حفاظتی تہہ جو کہ زمین پر سورج کی نقصان دہ شعاؤں کو پہنچنے سے روکتی ہے وہ ختم ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے خوفناک بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں بعض خطرناک شعائیں انسانی خلیوں میں پائے جانے والے جینیاتی مادے (DNA) کو نقصان پہنچا کر کینسر جیسے موذی مرض کا سبب بن رہی ہیں۔ اس وقت انسان کی اپنی ہاتھوں کمائی کے نتیجے میں ماحول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے لہذا اب ماحولیاتی مسائل کا حل عالَمِ انسانی کا سب سے اہم مسئلہ بن چکا ہے جس کی حل کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے۔

خلاصہ کلام:

ماحولیاتی آلودگی کے بنیادی طور پر دو ہی اسباب ہیں، جہالت اور مذہبی بیزاری۔ جہالت کی وجہ سے لوگوں کو ماحول کو درست حالت پر رکھنے اور اسے بہتر بنانے والے اعمال کا علم نہیں ہوتا، اور مذہبی بیزاری کی وجہ سے بے خوف و خطر اپنے مفاد کی خاطر ایسے کام کیے جاتے ہیں جس سے قدرتی ماحول بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ حقیقی مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے لیکن ہمارا طرزِ عمل اسے یکسر مختلف ہے۔ اسی طرح اسلام میں ماحولیاتی آلودگی کا خاتمہ کرنے کی ہدایات اور اس حوالے سے ضمنی تعلیمات بھی موجود ہیں، جن کو نظر انداز کرنا خود اس میں خرابی کرنے کے مترادف ہے۔ انسان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ماحول کو تیزی سے تنزلی کی طرف لا رہا ہے حالانکہ اسلام نے ماحولیاتی آلودگی کے مسائل پر قابو پانے کے لیے بہت ہی آسان فطرت کے قریب ترین حل بتائے ہیں۔ اگر ان اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم آلودگی جیسے سنگین مسائل کو حل کر سکیں گے۔ آج جس طرح کائنات کا ماحولیاتی توازن بگڑ رہا ہے، اور فضائی اور زمینی آلودگی بڑھنے سے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے. جنگلات کی کمی واقع ہونے، پیٹرول، بجلی اور ایٹمی توانائی کے بے جا استعمال سے کاربن ڈائی آکسائیڈ، نائٹروجن اور آکسیجن کا توازن بگڑ رہا ہے۔ گرین ہاؤس

ایفیکٹ سے قطبین پر جمی برف پگھلنے لگی ہے جو سطح سمندر میں بلندی کا سبب ہے جس کے نتیجے میں کئی ساحلی شہر، ملک اور آبادیوں کا وجود ہی خطرے میں پڑ چکا ہے، بلاشبہ یہ انسانوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی اور وبال ہے جو خدا اور اس کے بندوں سے بے نیاز ہو کر محض اپنے مفادات اور خواہشات کی تسکین کا نتیجہ ہے جس سے دنیا کو فساد کا سامنا ہے۔ ان حالات میں مسلمان جو دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں اور اللہ تعالٰی کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ ماحول اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے نہ صرف یہ اپنا کردار ادا کریں بلکہ ماحولیات سے متعلق اسلام کی تعلیمات کو بڑے پیمانے ہر عام کریں۔

احتیاطی تدابیر اور تجاویز:

اسلام نظافت اور صفائی کا دین ہے اس لیے لوگوں میں یہ شعور اجاگر کرنا چاہیے کہ وہ ذاتی حفظان صحت کے اصولوں اور اپنی اور ارد گرد کے ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ اس سلسلے میں علماء کرام، آئمہ مساجد اور دینی مدارس میں پڑھانے والے طلباء کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ سکولوں اور کالجوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام اپنے طلباء میں ماحول کی صفائی اور اسے آلودگی سے بچانے کے بارے میں شعور پیدا کریں۔ تعلیمی نصاب میں ایسا مواد شامل کیا جائے جو مالیاتی تحفظ کی اہمیت اور آلودگی کے نقصانات کے بارے میں طلبہ کے سامنے اسلامی نقطہ نظر پیش کر سکے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ پلاسٹک بیگ کے استعمال کو ختم کرنے کے لیے سخت قوانین مرتب کرے اور ان قوانین پر عمل کو یقینی بنائے۔ شہروں سے کوڑا کرکٹ دریاؤں یا کھلے میدانوں میں منتقل کرنے کی بجائے ایسے پلانٹس نصب کرنے چاہیے جو اسے تلف کرنے یا اسے توانائی وغیرہ کے لیے استعمال کر کے کار آمد بنا سکے۔ حکومتی اور انفرادی سطح پر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے۔ آبادی کے لیے زرعی زمینوں کے استعمال پر پابندی لگائی جائے اور اس مقصد کے لیے بنجر اور پہاڑی زمینوں کو استعمال میں لایا جائے۔ یہ اٹل حقیقت ہے کہ رسول اللہ نے ماحولیاتی تحفظ اور بچاہ کی طرف اس وقت توجہ دلائی جب انسان کو اس کی اہمیت کا سرے دے اندازہ ہی نہ تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر انسانیت آج بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو ماحولیاتی تحفظ اور آلودگی کی روک تھام کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

@ 2022 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

[1] بخاری، الجامع الصحیح، الطهارة، بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا26

[2] بخاری، الجامع الصحیح، الطھارۃ، بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الِاغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ 400
[3] الطبرانی، المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 1749
[4] مسلم، الجامع الصحیح، باب النھي عن الاغتسال في الماء الراكد 284
[5] بخاری، الطھارۃ، باب الاستجمار وترا: 162
[6] الفرقان: 48
[7] الفرقان: 53
[8] الاعراف: 154
[9] ابن ماجہ، باب ماجاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه: 425
[10] ابویعلی، المسند، دار المامون للتراث، دمشق، ط: اول 1974ء، ج ۲ ص ۱۲۱
[11] محمد عبد القادر، حماية البيئة من التلوث، القاھرۃ، ط اول، 1990ء، ص ۲۲
[12] الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية، الكويت، ج ۱ ص ۳۲۳
[13] بخاری، الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب فضل الزراع والغرس: ح
[14] ابن ماجہ، السنن، کتاب التجارۃ، ح: 2299_
[15] بخاری، الجامع الصحیح، الرقاق، باب سکرات الموت، ح 6512
[16] الانعام: 99
[17] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2320
[18] بخاری، رقم الحدیث: 2330
[19] المسند لاحمد: ج 4، ص 254
[20] المغنی لابن قدامۃ: ص، 8، ص 154
[21] السجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، رقم الحدیث: 5239
[22] مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 211، الترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2799
[23] مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 269
[24] مسلم، رقم الحدیث: 900
[25] مسلم، رقم الحدیث: 553
[26] بنی اسرائیل: 110
[27] الحجرات: 3
[28] الانفال: 35
[29] ھود: 61

[30] الاعراف:85

[31] البقرۃ:205